

جہاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا
 سب لکیریں ہاتھ کی، گویا، رگ جہاں ہو گئیں
 ہم موحّد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم
 ملتیں جب مٹ گئیں، اجڑائے ایماں ہو گئیں
 رنج سے خوگر ہوا انسان، تو مٹ جاتا ہے رنج
 مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں
 یونہی گر روتا رہا غالب! تو اے اہل جہاں!
 دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں
 یہ چاند جیسے کھڑے دالے کی خاک سے اگا رہے۔

خسرو کا شعر یہ ہے:

اے گل، چو آمدی ز زمین گو چگونہ اند
 آن روے ہاکہ در تہ گردِ فنا شدند
 یعنی اے پھول! تو زمین سے نکلا ہے، بتا، ان چہروں کا کیا حال ہے، جو
 فنا کی گردش کے نیچے دب گئے؟
 ظاہر ہے کہ ان دولوں شعروں کو غالب کے شعر سے کوئی خاص نسبت نہیں
 ختام نے سبزے کو محبوبوں کے سبزہ خط سے لگایا اور لکھا کہ اس پر پاؤں نہ رکھنا
 چاہیے۔ خسرو نے پھول زمین سے نکلا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ جو گل رُخ اس میں
 دفن ہو چکے ہیں، بتا ان کی کیا کیفیت ہے؟
 ان کے برعکس غالب صرف یہ کہتا ہے کہ لالہ و گل کی شکل میں تمام حنین تو

ہے۔ ختام کہتا ہے:
 ہر سبزہ کہ بر کنارِ جوئے رفتہ است
 گویا ز لب فرشتہ خمے رفتہ است
 پا بر سر سبزہ تا بہ خوارِی نہ نہی
 کال سبزہ ز خاکِ ہر دو رفتہ است
 یعنی جو سبزہ ندی کے
 کنارے اگا ہے، سمجھنا
 چاہیے کہ کسی فرشتہِ خو
 کے لب پر سے اگا ہے
 دیکھ اس سبزے کو ذلیل
 سمجھتے ہوئے بے خیالی
 سے پاؤں نہ رکھ، کیونکہ